برصغیر پاک وہند میں فتنہ انکار حدیث
کے داخلی وخارجی اسباب

ڈاکٹر محمد عبداللہ ☆

یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ پہلی صدی ہجری تک حدیث کو متفقہ طور پر حجت شرعی تسلیم کیا جاتا رہا۔ انکار حدیث کا فتنہ سب سے پہلے دوسری صدی ہجری میں اٹھا۔ جس کے بانی خوارج اور معتزلہ تھے۔ اس فتنہ کی تردید میں امام شافعیؒ اور دیگر محققین نے وسیع تحقیقی کام کیا۔ جس کی وجہ سے یہ فتنہ فروغ نہ پاسکا اور کچھ مدت کے بعد ختم ہوگیا۔ دوسری صدی ہجری کے بعد صدیوں تک اسلامی دنیا میں کہیں بھی انکار حدیث کی کوئی تحریک نہ اٹھی۔ تیرہویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) میں انکار حدیث کا فتنہ دوبارہ اٹھا۔ اس بار اس فتنے کا مرکز برصغیر ہندوپاک تھا۔ یہاں اس فتنے کے اٹھنے کے اسباب داخلی بھی تھے اور خارجی بھی، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

انکار حدیث کے داخلی اسباب

ا۔ خواہشات نفس کی پیروی

دین اسلام میں داخل ہونے کے بعد مسلمان پر یہ قید لگادی جاتی ہے کہ وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے آزاد اور خود مختار نہیں بلکہ مکمل طور پر قرآن وحدیث کے احکامات کا پابند ہے۔ یہ پابندی طبیعت میں آزادی رکھنے والوں اور خواہشات کی پیروی کرنے والوں پر گراں گزرتی ہے احادیث نبویہؐ

☆ لیکچرر شعبہ عربی، علوم اسلامیہ، گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان

جو قرآن مجید کے اصول اور کلیات کی تفصیل ہیں، قدم قدم پر خواہشات نفسانیہ کی پیروی میں رکاوٹ ہیں۔ نیز ان میں تاویل کی گنجائش بھی نہیں ہے۔ جب کہ خواہشات نفس کی پیروی کرنے والے اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلانا چاہتے ہیں اور ان پابندیوں سے آزادی کے طلب گار بھی ہیں لہٰذا احادیث کا انکار کر دیا گیا۔ اور مسلمان کہلانے کے لئے قرآن حکیم کو مانتے رہے۔ اس ضمن میں مولانا محمد ادریس کاندھلوی "انکار حدیث کی اصل وجہ" کے عنوان سے لکھتے ہیں :۔

"انکار حدیث کی یہ وجہ نہیں کہ حدیث ہم تک معتبر ذریعہ سے نہیں پہنچی۔ بلکہ انکار حدیث کی اصل وجہ یہ ہے کہ طبیعت میں آزادی ہے۔ آزاد رہنا چاہتی ہے۔ نفس یورپ کی تہذیب اور تمدن پر عاشق اور فریفتہ ہے اور انبیاء، مرسلین کے تمدن سے نفور اور بیزار ہے۔ کیونکہ شریعت عزاء اور ملت بیضاء اور احادیث نبویہ اور سنن مصطفویہ قدم قدم پر شہوات نفس میں مزاحم ہیں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا اولین مقصد نفسانی خواہشوں کا کچلنا اور پامال کرنا ہے۔ اس لئے کہ شہوتوں کو آزادی دینے سے دین اور دنیا دونوں ہی تباہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے منکرین حدیث نے ان دو متضاد راہوں میں تطبیق کی ایک راہ نکالی وہ یہ کہ حدیث کا تو انکار کر دیا جائے جو ہماری آزادی میں سد راہ ہے۔ اور مسلمان کہلانے کے لئے قرآن کریم کا اقرار کر لیا جائے۔ کیونکہ قرآن کریم ایک اصولی اور قانونی کتاب ہے۔ اس کی حیثیت ایک دستور اساسی کی ہے کہ زیادہ تر اصول اور کلیات پر مشتمل ہے۔ جس میں ایجاز اور اجمال کی وجہ سے تاویل کی گنجائش ہے اور احادیث نبویہؐ اور اقوال صحابہؓ میں ان اصول اور کلیات کی شرح اور تفصیل ہے، اس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ اس لئے اس گروہ نے حدیث نبوی کا تو انکار کر دیا اور مسلمان کہلانے کے لئے قرآن کریم کو مان لیا اور اس کے مجملات اور موجز کلمات میں ایسی من مانی تاویلیں کیں کہ جس سے ان کے اسلام اور یورپ کے کفر اور الحاد میں کوئی منافات ہی نہ رہی۔

و ذلك غايته طلبهم و نهايته طربهم". (۱)

خواہشات کی پیروی حدیث کی مخالفت کا یک بنیادی سبب ہے اس حقیقت کو مولانا محمد سرفراز خان

صفدر یوں بیان کرتے ہیں :۔

"اور یہ ایک خالص حقیقت ہے کہ حدیث کی مخالفت آج وہی لوگ کر رہے ہیں جو دراصل اسلامی تہذیب و تمدن کے عادلانہ نظام کو یکسر توڑنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ اس کی تشریح اور تعینات کی حدود میں اپنی اہواء اور خواہشات کی پیروی کے لئے قطعاً کوئی گنجائش نہیں پاتے۔ لہٰذا انہوں نے یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ اس چیز ہی کو اصل سے مٹا دیا جائے جو مکمل طور پر اسلام کے عادلانہ نظام کی تشریح اور حد بندی کرتی ہے۔ تاکہ وہ آزاد ہو جائیں اور اسلام کے ڈھانچے پر جس قدر اور جس طرح چاہیں گوشت پوست چڑھائیں اور جس طرح چاہیں اپنے خود ساختہ اسلام کی شکل بنا دیں۔" (۲)

۲۔ کم علمی اور جہالت

برصغیر کے منکرین حدیث کے لٹریچر کے مطالعہ اور حدیث کے بارے میں ان کے خود ساختہ اور من گھڑت شبہات اور اعتراضات کو دیکھ کر اس چیز کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ وہ نہ تو علم حدیث پر عبور رکھتے ہیں اور نہ ہی علوم قرآنی کی گہرائیوں سے واقف ہیں چونکہ قرآن و سنت اور ان کے مستند ماخذ تک منکرین حدیث کی رسائی نہیں لہٰذا ان کی توجیہہ بھی ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث رسولؐ پر اعتراض کرنے لگے ہیں۔ منکرین حدیث کے نامکمل مطالعہ اور جہالت کو بیان کرتے ہوئے پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں :۔

"جہاں تک میں نے معترضین حدیث کی مشکلات کا اندازہ لگایا ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان کا مطالعہ صرف چند نامکمل تراجم کتب حدیث تک محدود ہوتا ہے وہ ان اصولوں سے بے خبر ہوتے ہین جن سے کسی حدیث کی فقہی اور قانونی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ اس کے قطعی ناواقف ہوتے ہیں کہ اس حدیث سے جو حکم ثابت ہے وہ فرض ہے سنت ہے جائز ہے یا مباح ہے بلکہ انہوں نے تو احکام کے اس فرق کو جاننے کی کبھی کوشش ہی نہیں کہ۔ اور پھر بیچارے وہم و گمان کی بھول بھلیوں میں بھٹکنے لگتے ہیں اور اسی طرح اپنے خود ساختہ اوہام میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں اس وجہ سے بعض تو اپنا دماغی

توازن کھو بیٹھتے ہیں۔ اور حدیث پر بے جا اعتراض کرنے لگتے ہیں۔" (۳)

مولانا محمد قطب الدین انکار حدیث کے اسباب کی تفصیل میں بیان کرتے ہیں کہ انکار حدیث کا سب سے پہلا اور بنیادی سبب یہ ہے کہ منکرین حدیث راسخ فی علم قرآن ہی نہیں، وہ علم حدیث پر بھی مکمل عبور نہیں رکھتے اور ان کی مختلف انواع واقسام اور راویوں سے متعلق فن تنقید و تحقیق سے بے خبر واقع ہوئے ہیں۔ ان میں تطبیق آیات واحادیث کا فن بھی مفقود ہے جس کے لئے مسلسل اور عمیق مطالعہ کی ضرورت ہے اور جس کے بغیر احادیث نبوی کی صحیح عظمت وافادیت واضح نہیں ہو سکتی۔ (۴)

منکرین حدیث کی جہالت اور اس کی بنیاد پر انکار حدیث کو بیان کرتے ہوئے مولانا محمد اسماعیل سلفی رقمطراز ہیں :۔

"انکار حدیث احساس کمتری کی پیداوار ہے جس نے گریزپائی کی صورت اختیار کر لی ہے جب یہ حضرات کسی مخالف کا اعتراض سنتے ہیں تو چونکہ یہ قرآن وسنت اور ان کے مستند ماخذ سے واقف نہیں اور اس کی توجیہہ سے ان کا ذہن قاصر ہوتا ہے اس لئے بھاگنا شروع کر دیتے ہیں جس کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ نصوص کا انکار کر دیں اور احادیث کے متعلق تو وہ یہ ہتھیار استعمال کرتے ہیں کہ ہم اس حدیث کو نہیں مانتے" (۵)

۳۔ عقل کو معیار بنانا

تاریخ اسلام اس چیز کی گواہ ہے کہ جب بھی اسلام میں کسی فرقہ یا گروہ نے اپنے عقائد و نظریات کو داخل کرنا چاہا تو عقل کا سہارا لیا اور عقل کی برتری کو منوانے کی کوشش کی چنانچہ دوسری صدی ہجری میں معتزلہ کے انکار حدیث کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے عقل کو فیصلہ کن حیثیت دی اور راہ راست سے بھٹک گئے برصغیر میں انکار حدیث کے دیگر اسباب میں ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ منکرین حدیث نے بعض ایسے امور میں عقل کا فیصلہ مانا جہاں عقل عاجز ہے۔ مثلاً حدیث عقل میں نہ آئی اس کو ماننے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ انسانی عقل وحی کی محتاج ہے اور اسے قدم قدم پر رہنمائی اور ہدایت

کی ضرورت ہے عقل کی بنیاد پر حدیث کو قبول نہ کرنے کے معیار اور عقل کی بے بسی کا تذکرہ کرتے ہوئے محمد ادریس فاروقی لکھتے ہیں :۔

"بعض حضرات نے تو حدیث کے ٹھکرانے اور نا قبول کرنے کا معیار اپنی عقل، مشاہدہ اور فکر کو قرار دے رکھا ہے حدیث خواہ کس قدر بے غبار اور صحیح ہو سند کتنی مضبوط ہو، رواۃ کتنے بے عیب ہوں پوری امت نے قبول کیا ہو ان کی بلا سے۔ انہیں ان باتوں کی کوئی پرواہ نہیں انہوں نے کامل نبی کو اپنی ناقص عقل سے کم تر مقام دیا جو کہ افسوس ناک بلکہ خطرناک ہے۔ عام طور پر ہمارے انگریزی خواں حضرات اور ماڈرن دوست اسی آسان اصول کو قبول فرمالیتے ہیں کہ جو حدیث عقل میں نہ آئے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا حالانکہ عقل کو کیسے معیار قرار دیا جا سکتا ہے عقل تو خام ہے۔ پھر عقل میں تفاوت ہے سب کی عقل ایک جیسی نہیں۔ بہت سے لوگ ہیں کہ ان کی عقل پر مادیت کا غلبہ ہے اور اس پر یورپ کی چھاپ ہے اور وہ اسلامی حدود و قیود سے سو فیصد نابلد اور یکسر ناآشنا ہے خود فرمایئے مطلق عقل ،اور پھر ایسی عقل حدیث کی جانچ کیسے کر سکتی ہے ؟"(۶)

۴۔ دنیاوی اغراض و مقاصد کا حصول

انکار حدیث کی ایک وجہ اغراض و مقاصد بھی ہیں کہ جن کے حصول کی خاطر جان بوجھ کر منکرین حدیث اس گمراہی کے مرتکب ہوئے چنانچہ مولانا محمد قطب الدین لکھتے ہیں

"منکرین حدیث اور ان کے پیشوا علماء یہود کی مانند محض دنیوی اغراض و مفادات کے لئے دیدہ و دانستہ "کتمان حق" بھی کرتے ہیں اور "التباس حق وباطل" بھی"(۷)

انکار حدیث کے خارجی اسباب

۱۔ برطانوی سامراج کی سازش

ہندوستان پر انگریز حکومت کی مکمل عملداری اور 1857ء کی جنگ آزادی میں کامیابی کے بعد

انگریز، مسلمانوں کو اپنی انتقامی کاروائیوں کا نشانہ بنانے لگے کیوں کہ انہوں نے مسلمان حکمرانوں سے حکومت چھینی تھی اور انہیں ہر وقت مسلمانوں کی طرف سے مزاحمت کا خطرہ رہتا تھا مزید برآں جنگ آزادی میں مسلمانوں نے انگریزوں سے سخت مقابلہ کیا تھا لہٰذا وہ مسلمانوں کو ہر میدان میں کچلنا چاہتے تھے۔ لیکن ان کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ مسلمانوں کی اپنے بنیادی عقائد کے ساتھ مکمل وابستگی اور آپس کا اتحاد تھا۔ چنانچہ انگریزوں نے مسلمانوں کو دینی اعتبار سے کمزور کرنے کے لئے مختلف سازشیں شروع کر دیں۔ مثلاً مسلمانوں میں فرقہ بندی کو ہوا دینے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں ہی میں ایسے رجال تیار کئے جنہوں نے مختلف دینی احکام سے انحراف کر کے دین میں نئے نئے فتنے پیدا کئے۔ ان فتنوں میں انکار ختم نبوت اور انکار حدیث کے فتنے نہایت نقصان دہ اور خطرناک ثابت ہوئے انگریزوں نے ان فتنوں کی مکمل پشت پناہی کی۔ اس سلسلے میں انگریزوں کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی لکھتے ہیں :۔

- "انگریزوں نے جب غیر منقسم ہندوستان میں حکومت کی بنیاد ڈالی تو اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایسے افراد بنائے جو اسلام کے مدعی ہوتے ہوئے اسلام سے منحرف ہوں اس طرح کے لوگوں نے تفسیر کے نام سے کتابیں لکھیں معجزات کا انکار کیا۔ آیات قرآنیہ کی تحریف کی۔ بہت سے لوگوں کو انگلینڈ ڈگریاں لینے کے لئے بھیجا گیا۔ وہاں سے وہ گمراہی، الحاد، زندیقیت لے کر آئے۔ مستشرقین نے ان کو اسلام سے منحرف کر دیا۔ اسلام پر اعتراضات کئے۔ جو ان کے نفوس میں اثر کر گئے۔ اور علماء سے تعلق نہ ہونے کی وجہ سے مستشرقین سے متاثر ہو کر ایمان کھو بیٹھے۔ انگریزوں نے اسکول اور کالجوں میں الحاد اور زندقہ کی جو تخم ریزی کی تھی، اس کے درخت مضبوط اور بار آور ہو گئے اور ان درختوں کی قلم جہاں لگتی چلی گئی، وہیں ملحدین اور زندیق پیدا ہوتے چلے گئے۔"(۸)

مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی سازشوں کے اثرات ظاہر ہونے لگے، فتنہ انکار حدیث ان سازشوں کی ایک اہم کڑی تھی۔ چنانچہ ہندوستان میں فتنہ انکار حدیث کے اسباب اور اثرات کا نقشہ کھینچتے

ہوئے مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں :۔

"تیرھویں صدی میں یہ حملہ ایسے وقت میں ہوا جب کہ مسلمان ہر میدان میں پٹ چکے تھے۔ ان کے اقتدار کی اینٹ سے اینٹ بجائی جا چکی تھی۔ ان کے ملک پر دشمنوں کا قبضہ ہو چکا تھا ان کو معاشی حیثیت سے بری طرح کچل ڈالا گیا تھا، ان کا نظام تعلیم درہم برہم کر دیا گیا تھا اور ان پر فاتح قوم نے اپنی تعلیم، اپنی تہذیب، اپنی زبان، اپنے قوانین، اور اپنے اجتماعی و سیاسی اور معاشی اداروں کو پوری طرح مسلط کر دیا تھا ان حالات میں جب مسلمانوں کو فاتحوں کے فلسفے اور سائنس سے اور ان کے قوانین اور تہذیبی اصولوں سے سابقہ پیش آیا تو قدیم زمانے کے معتزلہ کی بہ نسبت ہزار درجہ زیادہ سخت مرعوب ذہن رکھنے والے معتزلہ ان کے اندر پیدا ہونے لگے انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ مغرب سے جو نظریات، جو افکار و تخیلات، جو اصول تہذیب و تمدن اور جو قوانین حیات آرہے ہیں وہ سراسر معقول ہیں ان پر اسلام کے نقطہ نظر سے تنقید کر کے حق و باطل کا فیصلہ کرنا محض تاریک خیالی ہے۔ زمانے کے ساتھ ساتھ چلنے کی صورت بس یہ ہے کہ اسلام کو کسی نہ کسی طرح ان کے مطابق ڈھال دیا جائے" (۹)

۲۔ مستشرقین کی فتنہ انگیزی

مستشرقین نے مسلمانوں کے بنیادی عقائد کو متزلزل کرنے کے لئے حدیث رسولؐ کے بارہ میں مختلف شکوک و شبہات اور بے بنیاد اعتراضات پیش کر کے حدیث پر مسلمانوں کے اعتماد کو اٹھانے کی سر توڑ کوششیں کیں جس کے اثرات برصغیر کے منکرین حدیث پر بھی پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث کے بارہ میں یہاں کے منکرین حدیث کے بڑے بڑے شبہات اور مستشرقین کے شبہات میں مماثلت پائی جاتی ہے جس سے یہ واضح نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ برصغیر پاک و ہند میں انکار حدیث کا ایک اہم سبب مستشرقین کی حدیث رسولؐ کے خلاف علمی فتنہ انگیزیاں ہیں۔ مستشرقین کے فتنہ انکار حدیث کے محرک ہونے کی دلیل کے لئے پروفیسر عبدالغنی "منکرین حدیث کے اعتراضات" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں :۔

"ان لوگوں کے اکثر اعتراضات مستشرقین یورپ ہی کے اسلام پر اعتراضات سے براہ راست ماخوذ ہیں مثلاً حدیث کے متعلق اگر گولڈزیہر(Gold Ziher) سپرنگر(Sprenger)اور ڈوزی(Dozy) کے لٹریچر کا مطالعہ کیا جائے تو آپ فوراً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ منکرین حدیث کی طرف سے کئے جانے والے بڑے بڑے اعتراضات من وعن وہی ہیں جو ان مستشرقین نے کئے ہیں"(۱۰)

برصغیر کے فتنہ انکار حدیث میں مستشرقین کے لٹریچر کے اثرات کو مولانا محمد محترم فہیم عثمانی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں :۔

"افسوس تو زیادہ اس بات کا ہے کہ سب کچھ دشمنان اسلام کی پیروی میں ہو رہا ہے مستشرقین یورپ کے سفیہانہ اعتراضات کی اندھادھند تقلید سے زیادہ کچھ نہیں۔ یہ ڈھائی سو برس بعد احادیث کے قلمبند ہونے کی باتیں اور اس طرح حدیث کے ذخیرے کو ساقط الا عتبار ثابت کرنے کی سکیمیں، یہ رجال حدیث کی ثقاہت پر اعتراضات اور یہ عقلی حیثیت سے احادیث پر شکوک وشبہات کا اظہار یہ سب کچھ مستشرقین یورپ کے اتارن ہیں جن کو منکرین حدیث پہن پہن کر اتراتے ہیں۔"(۱۱)

برصغیر پاک وہند میں انکار حدیث کے فتنے کے اٹھتے ہی اس خطے کے مسلمانوں میں منکرین حدیث کے خلاف نفرت کی لہر دوڑ گئی۔ علماء کرام اور محققین اسلام نے منکرین حدیث کے مبنی بر انکار حدیث اعتراضات کی تردید کے لئے بیسیوں کتب لکھیں، مختلف رسائل میں حجیت حدیث پر مقالے شائع ہوئے۔ قلمی کاوشوں کے ساتھ ساتھ دینی اجتماعات میں فتنہ انکار حدیث کے خلاف آواز اٹھائی گئی۔ جوں جوں منکرین حدیث آگے بڑھتے گئے اور نئے نئے شبہات لاتے گئے توں توں حجیت حدیث پر بھی زیادہ وزنی دلائل پیش کئے جاتے رہے۔ منکرین حدیث کے ساتھ مختلف علماء کرام کے علمی مناظرے بھی ہوئے مگر منکرین حدیث نہ صرف اپنے موقف پر قائم رہے بلکہ نئے نئے حیلوں بہانوں سے انکار حدیث کے شبہات سامنے لاتے رہے۔ منکرین حدیث نے اپنے مشن کو باقاعدگی اور مقرر پروگرام کے تحت آگے بڑھایا۔ مگر اپنی پوری قوتوں کو بروئے کار لانے کے باوجود منکرین حدیث انحطاط کا شکار ہوتے چلے

گئے حجیت حدیث پر متعدد کتب لکھے جانے کے باعث منکرین حدیث کو منہ کی کھانی پڑی۔ انہیں معاشرہ میں نفرت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ اور حجیت حدیث پر برصغیر کے ادب کے خاطر خواہ نتائج نکلنے لگے۔

OOO

مراجع

۱۔ کاندھلوی، محمد ادریس، مولانا، حجیت حدیث، لاہور، ۱۹۵۲ء، ص ۱۶

۲۔ صفدر، محمد سرفراز خان، مولانا، شوق حدیث حصہ اول، گوجرانوالہ، انجمن اسلامیہ، ۱۹۸۲ء، ص ۹

۳۔ الازہری، محمد کرم شاہ، سنت خیر الانام، لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ۱۹۵۳ء، ص ۱۷۹

۴۔ محمد قطب الدین، مولانا، مظاہر حق اردو ترجمہ مشکوۃ شریف، لاہور، ۱۹۶۶ء ج ۱، دیباچہ کتاب

۵۔ سلفی، محمد اسماعیل، مولانا، حجیت حدیث، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز ہاؤس، ۱۹۸۱ء، ص ۱۷۷

۶۔ فاروقی، محمد ادریس، مقام رسالت، لاہور مسلم پبلیکیشنز، ۱۹۷۰ء، ص ۱۶

۷۔ محمد قطب الدین، مولانا، مظاہر حق، ۱۹۶۶ء، ج ۱، دیباچہ کتاب

۸۔ محمد عاشق الٰہی، مفتی، فتنہ انکار حدیث اور اس کا پس منظر، لاہور ادارہ اسلامیات، ۱۹۸۶ء، ص ۷

۹۔ مودودی، ابو الاعلیٰ، مولانا، سنت کی آئینی حیثیت، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، ۱۹۶۳ء، ص ۱۷

۱۰۔ قادری، عبد الغنی، پروفیسر، ریاض الحدیث، لاہور، ۱۹۶۹ء ص ۱۵۹

۱۱۔ فہیم عثمانی، مولانا محمد محترم، حفاظت وحجیت حدیث، لاہور، دار الکتب، ۱۹۷۹ء ص ۱۳